حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم المسلمین، قلندر دوراں، غوث الملک

مخدوم زادہ سید عدنان شاہ

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ قادریہ کے صاحب کمال بزرگ اور عظیم روحانی پیشوا ہیں۔ آپ کا شمار امت محمدی ﷺ کی ان ممتاز اور برگزیدہ ہستیوں میں ہوتا ہے جن پر سرزمین پاک و ہند صدیوں سے نازاں ہے۔ آپ کا شمار اکابرائے ارباب تصوف، عظمائے اصحاب معرفت میں ہوتا ہے۔ گمراہان بادیہ ضلالت کے قلوب سے زنگ کدورت وکثافت دور کرنے میں آپ کی نظر کیمیا اثر نے بکثرت اعجاز نمایاں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مخدوم حقانی رحمۃ اللہ علیہ کو شریعت وطریقت دونوں میں بلند ترین مقام عطا فرمایا تھا۔ آپ کو ظاہری و باطنی علوم میں بے حد کمال حاصل تھا۔

مخدوم حقانی رحمۃ اللہ علیہ کے رشد و ہدایت کا شہرہ تمام اطراف و جہاں میں پھیل گیا تھا۔ آپ قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس میں بے مثال تھے۔ بے شمار مخلوق آپ سے مستفید ہوئی، آپ کے فیض یافتہ لوگوں میں ایسے نامور شاگرد گزرے جو صحیح معنوں میں کامل تھے۔ آپ کی قائم کردہ درسگاہ میں رات گئے تک علمی محافل اور مباحثے ہوتے رہتے تھے۔ آپ کے ہم عصر اولیاء کرام بھی آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے اور گھنٹوں علمی و روحانی گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا۔ آپ کا شمار ان برگزیدہ ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ساری زندگی اسلام کی سربلندی اور عشق مصطفی ﷺ کی شمع روشن کرتے ہوئے گزاری۔

آپ کے آباؤ اجداد تبلیغ اسلام کی غرض سے سلطان محمود غزنوی کے دور میں اسلامی معرکے کے ساتھ ہی برصغیر وارد ہوئے، جن کی کوششوں سے لاکھوں مسلمان علم دین کی دولت سے سرفراز ہوئے آپ نے جود و سخاکی وہ ارفع مثال قائم کی کہ معاشرے پر سماجی، معاشرتی اور معاشی مثبت تبدیلیاں رونماں ہونے لگیں۔ توکل علی اللہ، عشق رسول پاک ﷺ، عدل، تکریم انسانیت آپ کی تعلیمات کی اصل متاع ہیں۔ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ سچے عاشق رسول ﷺ اور محب اہل بیت کرام علیہم السلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات سے انہیں والہانہ محبت تھی۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ سے بڑھ کر طمانیت قلب کا ذریعہ اور کوئی ذات نہیں آپ کا تعلق صوفیاء کرام کے اس گروہ سے ہے جنھیں اہل عزلت کہا گیا ہے۔ اولیاء اللہ میں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس دنیا کو بے حقیقت سمجھ کر طلاق دے دی۔ زہد و ورع اور کشف کرامات میں آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ وعظ و ارشاد اور تعلیم قرآن و حدیث میں لاثانی تھے۔ آپ کی عظمت اور بزرگی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے ہم عصر اولیاء کرام نے متعدد مواقع پر اپنے مریدین اور متوسلین کو حل مشکلات کے سلسلے میں مخدوم حقانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے کہا۔

آپ نے جود و سخاکی وہ ارفع مثال قائم کی کہ معاشرے پر سماجی، معاشرتی اور معاشی مثبت تبدیلیاں رونماں ہونے لگیں۔ صدق و عدل کی صفات کی وجہ سے آپ کا لقب 'حقانی' مشہور ہوگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بے پناہ عشق میں مبتلا ہونے کی وجہ سے آپ خود کو عبد الرشید (یعنی خدا کا بندہ) کہتے تھے۔ رئیس الہند، غوث العالمین حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے عم زاد، خالہ زاد اور برادر نسبتی ہیں۔ آپ کا زمانہ اولیاء کرام کا زمانہ مشہور ہے۔ حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، مخدوم جلال الدین سرخ پوش بخاری، بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، سخی شہباز قلندر، خواجہ نظام الدین اولیاء، شیخ جمال الدین ہانسوی، شیخ فخر الدین عراقی، شیخ حمید الدین حاکم، شیخ بو علی قلندر، شیخ جلال الدین تبریزی رحمہم اللہ آپ کے ہم عصر اولیاء کرام تھے۔

آپ کی ولادت 569ھ کوٹ کروڑ (سابقہ دیو پال گڑھ) میں فقیہ، ولی کامل مخدوم وحید الدین احمد غوث اور سیدہ فاطمہ الصغری جیلانی (دختر شیخ سید عیسیٰ جیلانی بن غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاں ہوئی۔ آپ کی پیدائش کے وقت ہی آثار ولایت نمایاں تھے۔ آپ کے والدین نے آپ کا نام عبد الرشید الدین رکھا۔

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ نے خاص علمی و روحانی اور صوفیانہ ماحول میں آنکھ کھولی اور بہت کم عمری میں ہی مروجہ علوم کے مراحل طے کیے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد حضرت مخدوم وحید الدین احمد غوث اور مولانا ناصر الدین ملتانی کے زیر سایہ کوٹ کروڑ میں ہی حاصل کی اور 15 سال کی عمر میں قرآن پاک کا حفظ مکمل کر لیا۔ آپ کا نسبی تعلق اشراف و سادات بنی ہاشم سے ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد خوارزمیہ کے حکمرانوں کے ظلم و جبر کی وجہ سے خوارزمیہ کے آخری دور میں اپنے آبائی وطن سے خراسان منتقل ہوئے جو کہ اس وقت خوارزم کا حصہ تھا۔ بعض دیگر روایت کے مطابق آپ کے آباؤ اجداد خوارزم کے جس علاقے میں ہجرت کر کے تشریف لائے وہ اب خیوا کہلاتا ہے۔ آپ کے اجداد میں سے کامل بزرگ حضرت برہان الملت مخدوم سلطان حسین شاہ الخوارزمی، سلطان محمود غزنوی کی پرزور التماس پر خوارزم سے غزنی تشریف لائے۔ سلطان محمود غزنوی آپ سے بیحد عقیدت رکھتا تھا۔ حضرت برہان الملت مخدوم سلطان حسین شاہ الخوارزمی 1003ء میں سلطان محمود غزنوی کے دور میں اسلامی معرکے کے ساتھ اپنے خاندان کے لوگوں اور ساتھیوں کے ہمراہ برصغیر وارد ہوئے۔ سلطان محمود غزنوی نے اپنی فتوحات ہند کے بعد جا بجا قلعے اور چھاؤنیاں تعمیر کیں تو ایک قلعہ کوٹ کروڑ (دیو پال گڑھ) میں بھی تعمیر کیا۔ سلطان محمود غزنوی نے حضرت برہان الملت مخدوم سلطان حسین شاہ الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت و احترام رکھتے ہوئے یہ قلعہ اور مفتوحہ علاقے کی جاگیر آپ کے سپرد کی۔ جہاں آپ کا خاندان صدیوں سے آباد رہا۔ حضرت برہان الملت مخدوم سلطان حسین شاہ الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب کمال اور بزرگ ہستی تھے۔ آپ کے خاندان کو علاقے میں بڑی عزت و تکریم حاصل تھی۔ آپ ہی کے دست مبارک پر سرزمین دیو پال گڑھ کے پہلے ہندو نے اسلام قبول کیا۔ روایت ہے کہ آپ نے اس سرزمین پر ایک کروڑ مرتبہ سورہ مزمل کا ورد فرمایا جس کے بعد یہ سرزمین کروڑ کے نام سے پہچانی جانے لگی۔

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد محترم کی وفات کے بعد ان کی مسند پر براجمان ہوئے اور اپنے اجداد کی تعلیمات اور فیض کو عام کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کیا۔ خطہ کے لوگ آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر آپ کے پاس آتے اور اپنی دینی و دنیاوی مشکلات کو دور کرنے کے لئے آپکی صحبت اختیار کرنے لگے۔

آپ 600ھ میں حکم الٰہی کے مطابق اپنے تمام کمالات و برکات کے ساتھ ملتان جنت المکان تشریف لے گئے اور آج جہاں شیخ الاسلام مخدوم بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ ہے اس مقام پر سکونت اختیار کی۔ ملتان کے لوگوں کو آپکی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ کے ملتان میں قیام کے دوران بہت سی کرامتوں میں سے ایک مشہور کرامت یہ تھی کہ ملتان کے گھریالی دروازے کے نزدیک بڑے ٹیلے کے نیچے ایک پانی کا کنواں تھا۔ جس کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بغیر بیلوں کے چلتا تھا لیکن اب بند ہو چکا تھا۔ ایک دن حضرت مخدوم حقانی رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے اور آپکی دعا سے وہ کنواں پھر سے پانی سے بھر گیا۔ ملتان کے بزرگ اور اکابر آپ کی یہ کرامت دیکھ کر حیران رہ گئے اور آپ کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ تمام خاص و عام آپ سے محبت کرتے اور جان و مال آپ پر نثار کرتے تھے۔ آپ ایسے گمراہ اور کم ہمت لوگوں کو جو معروف احکام کو بجا لانے میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے تھے، ہدایت فرماتے تھے یہاں تک کے چالیس افراد آپ کی نظر کیمیا سے باکمال ولی کے عہدوں پر فائز ہوئے۔ آپ کے رشد و ہدایت کا شہرہ تمام اطراف میں پھیل گیا اور بے شمار خلقت آپ سے مستفید ہونے لگی۔ ایک شب مطالعہ کتب اور علماء فضلاء کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے یہاں تک کہ رات کا صرف ایک پہر باقی رہ گیا اور آپ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ خواب میں والد بزرگوار کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے فرمایا اے فرزند! حرمین شریفین کی زیارت کے لئے چل پڑو اور وہاں سے سعادت و نعمت جو ازل سے تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہے اسے حاصل کرو۔ آپ والد بزرگوار کے حکم کے مطابق 615ھ میں اپنے سات خدمتگاروں کے ہمراہ حرمین کی طرف روانہ ہوئے۔ حرمین شریفین کی طرف سفر کے دوران آپ کی ملاقات بہت سے اولیاء کرام سے ہوئی جنہوں نے دوران سفر آپکی مہمان نوازی اور کمال توجہ فرمائی۔ جن میں شیخ نصیر الدین عالی، شیخ سید کیتھلی (برادر شیخ جلال الدین تبریزی)، شیخ نجم الدین کبری (سلسلہ فردوسیہ کے سردار) نمایاں ہیں۔ چونکہ آپ کو حرمین شریفین پہنچنے کا اشتیاق تھا۔ دن رات منزلیں مارتے حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے حرم کعبہ پہنچے اور فریضہ حج ادا کیا۔ بعد ازاں سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے اور تین سال تک وہاں مجاوری کی۔ اس دوران آپ وہاں اکثر شیخ کمال الدین یمنی کی خدمت میں حاضر رہتے اور فقہ و حدیث کے علم سے مستفید ہوتے۔ روضہ رسول اللہ ﷺ کی مجاوری کے دوران ایک دن آپ کو حضور اکرم خاتم الانبیاء ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے آپ کو ہمدان کی طرف جانے کا حکم دیا اور فرمایا تمہیں جو کچھ ملے گا وہاں سے ملے گا۔ چنانچہ آپ حضور سرور کائنات ﷺ سے اجازت لے کر ہمدان کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ہمدان کی طرف محو سفر تھے کہ راستے میں ایک مجذوب بزرگ سے آپ کی ملاقات ہوئی جنہوں نے آپ پر کرم فرمایا اور پوچھا ہمدان کی طرف روانہ ہو؟ عرض کیا آپ جیسے صاحب کشف و کرامات سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ فرمایا جلدی پہنچو تمہارا نصیبہ یاور ہونے کا وقت آن پہنچا ہے۔ آپ گرد و نواح کے پاک طینت بزرگوں کی زیارت کی برکت سے مستفیض ہوتے ہوئے سلطان المشائخ و الملت حضرت سید علی بن یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ جنہوں نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ اے سیدی! میں آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ آپ تین سال تک اپنے مرشد کی خدمات میں رہے اور تمام فیوض و برکات حاصل کئے۔ حضرت سید علی بن یوسف ہمدانی کے مریدوں کی ایک بڑی جماعت آپ کے حضور میں حاضر رہتی تھی۔ انہیں حسد ہوا کہ ہم اتنی مدت سے شیخ العارفین کی خدمت میں حاضر ہیں ہم پر تو نظر رحمت نہیں ہوئی جبکہ یہ درویش چند روز ہی میں مراتب اعلیٰ پر فائز ہو گیا ہے۔ سید علی بن یوسف ہمدانی نے جواباً فرمایا: کہ خوش قسمت فرزند عبد الرشید اب ہماری رہنمائی کا محتاج نہیں رہا۔ اس کی ہمت کا شہباز بلند پرواز ہے۔ تمہیں جو کچھ ملنا ہے اب اسی فقیر سے ملے گا۔ پس اسی کی طرف رجوع کرو۔ تمام مرید آپ کا یہ حکم سنتے ہی مخدوم حقانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے جو فیوض و برکات اس بارگاہ سے حاصل کئے تھے مربی کامل کے حکم سے ان مریدین کو پہنچاتے رہے۔ آپ تین سال اپنے مرشد کامل کی خدمت میں رہے اور پھر آپ کی اجازت اور احکامات کے ساتھ اپنے وطن ملتان روانہ ہوئے۔ ملتان پہنچنے کے بعد لوگ آپ کی خبر سنتے ہی زیارت کو حاضر ہوئے۔ ملتان میں کچھ عرصہ قیام فرمانے اور اولیاء کرام سے ملاقات کے بعد ملتان سے کچھ مسافت پر اپنے مرشد کے حکم کے مطابق ایک قصبے میں تشریف لے گئے اور تمام عمر یہاں سکونت اختیار کی۔ جو بعد ازاں آپ ہی کے نام کی وجہ سے 'مخدوم رشید' کہلانے لگا۔ یہاں آپ نے ایک عالی شان مدرسہ کی بنیاد ڈالی، جہاں حصول علم کی خاطر لوگ دور دور سے یہاں آتے اور اپنی پیاس بجھاتے۔ آپ تادم مرگ لوگوں کو شریعت اور حدیث کی تدریس کرتے رہے اس دوران ہزاروں لاکھوں نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ آپ نے اپنی عمر کے آخری دو سال میں گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اور ہمہ وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتے۔ آپ پر جذب و سکر کی کیفیت طاری رہتی۔ مریدین سے بھی صرف خاص اوقات میں ملاقات فرماتے۔ آپ اپنے مرشد حضرت سید علی بن یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق دنیا کو ترک کر چکے تھے اور مال و اسباب سب فی سبیل اللہ بانٹ کر یاد حق میں مشغول ہو گئے۔ حتی کے حال یہ رہا کہ آپ کے پوتے مخدوم سلطان ایوب قتال رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت حاضر باش رہتے۔

حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور برادرم مخدوم عبد الرشید حقانی اکٹھے بیٹھے تھے مجاہدہ کا ذکر چل نکلا۔ مخدوم حقانی نے فرمایا کہ میرا کمترین مجاہدہ یہ ہے کہ تین سال سے میں نے صرف ایک گھونٹ پانی سے ہر ساتویں دن کے بعد روزہ افطار کیا ہے۔ اسی طرح ان تین سالوں میں میں نے صرف ایک پیالہ پانی پیا اور ایک آنار جو کا آٹا کھایا ہے۔ اس مدت میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں گزارا اور مجھے کسی قسم کا ضعف نہیں ہوا۔ شیخ فرید الدین گنج شکر سے منقول ہے کہ ایک سفر میں برادرم مخدوم بہاؤ الدین زکریا اور (میں) فقیر ملتان میں ایک جگہ اکٹھے بیٹھے تھے کہ مجاہدہ و ریاضت کا ذکر شروع ہوا۔ مخدوم حقانی کے بارے میں ذکر ہوا تو برادرم بہاؤ الدین زکریا نے فرمایا: 'میرے بھائی مخدوم عبد الرشید حقانی کا درجہ قرب الٰہی میں اتنا بلند ہے کہ میں اس معاملے میں ان کی برابری کا یارا نہیں رکھتا۔ وہ اللہ کے بہت قریب ہیں، اور اللہ ان کے بہت قریب۔ چنانچہ میرے بھائی کے جسم و جاں میں ایک بال بھی برابر جگہ بھی ماسوی اللہ کے لئے خالی نہیں'۔ شیخ الاسلام مخدوم بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرماتے ہوئے کہا کہ: 'ولایت کے جس مقام پر میرے بھائی مخدوم عبد الرشید حقانی پہنچے ہیں، وہاں تک ہم نہیں پہنچ سکے'۔

ایک دن آپ اندر حجرے میں اور مخدوم زادہ باہر بیٹھے تھے کہ ایک نورانی صورت بزرگ ہاتھ میں پھول تھامے نمودار ہوئے اور پوچھا: عبد الرشید کجا است؟ یعنی عبد الرشید کہاں ہیں؟ مخدوم زادہ نے عرض کیا کہ آپ اندر ہیں اور عبادت میں مشغول ہیں۔ اس نورانی صورت بزرگ نے فرمایا:

"ایں گل نیاز بدستش برساں" یہ پھول ان تک پہنچا دو۔ مخدوم زادے نے وہ پھول حضرت حقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے وہ پھول سونگھا، پھر سونگھا اور پھر سونگھتے ہی رہ گئے اور اشارہ سمجھ گئے کہ پروردگار کا بلاوا آ گیا ہے۔ پھول سے محبوب کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس مہک سے وصال کے جذبات برانگیختہ ہوئے۔ ہاتف غیبی نے آواز لگائی جس کی گونج مسلسل حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے کانوں میں رس گھول رہی تھی کہ "وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ" (یعنی سجدہ ریز ہو کر قریب ترین ہو جاییے۔) آپ نے دو رکعت نفل پڑھی اور آخری سجدے میں (بالآخر 669ھ) میں 100 سال کی عمر میں آواز دوست پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی اور عالم برزخ کا سفر کیا۔ اور یوں آسمان تصوف کا حیات آفریں ستارہ ہم سے جدا ہوا۔ تجہیز و تدفین کے بعد آپ کو اسی حجرہ میں دفن کیا گیا۔ یہ دن وصال رسول ﷺ کا دن تھا یعنی پیر کا دن۔ آپ کی نماز جنازہ میں جید اولیاء و علماء کرام نے شرکت فرمائی۔

پروردگار نے آپ کے خاندان پر حضور خاتم النبیین ﷺ اور اہل بیت کرام کے صدقے خاص کرم فرمایا کہ آپ کے بھی فرزند ولایت کے عظیم مرتبے پر فائز رہے اور یہ سلسلہ آگے چل کر آپ کی اولادوں میں بھی موجود رہا۔ خطہ میں آپ کی اولادوں کے سینکڑوں مزارات موجود ہیں جن کی روحانیت سے آج بھی مخلوق خدا فیض یافتہ ہو رہی ہے۔ لودھراں کی تحصیل کہروڑ پکا میں مدفن مخدوم حسن قتال اور تحصیل دنیا پور میں مدفن مخدوم صدر الدین قتال آپ کے وہ فرزند ہیں جو حضور ﷺ کی بشارت سے پیدا ہوئے اور قطب اول اور قطب ثانی کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں معروف نام حضرت مخدوم سلطان ایوب قتال، مخدوم ملاں فقیر علی شاہ، مخدوم سادھن شہید، مخدوم بکا شیر، مخدوم شہاب الدین شاہ المعروف ڈیڈھا لعل، مخدوم عبد الرحمن شاہ، شیخ حاجن شیر، شیخ جیون سلطان، شیخ ابو صالح گجی، شیخ محمد عبد اللہ کے ہیں۔ آپ سلسلہ مخدومیہ حقانیہ قادریہ کے مؤسس اعلیٰ تھے۔

آپ کے مزار کے نزدیک ایک چشمہ ہے، جو عرس کے موقع پر زائرین کے لیے کھولا جاتا ہے۔ روایت ہے کہ ایک بار جب مخدوم حقانی نے کسی مرض سے شفاء حاصل کی تو اس دوا (بعض کے نزدیک یہ دوا آپ کو آپ کے پیر و مرشد نے دی تھی، بعض کے نزدیک وہ آپ دوا آپ کے خود کے پاس تھی) کو اس کنویں میں پھینک دیا اور اس کے بعد عقیدت مندوں نے اس کنویں کے پانی کو جسمانی بیماریوں سے نجات کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا اور اللہ کے حکم سے شفاء یاب ہوئے۔

ایک دوسری روایت جو "تذکرہ مدینۃ الاولیاء، مؤلف سید امتیاز حسین قادری" میں ہے کہ حضرت مخدوم نے ایک چاہ لگوایا تھا۔ اور اس کے متعلق آپ کی دعا یہ ہے کہ جو شخص اس کا پانی پیے گا اللہ کے حکم سے وہ شفاء یاب ہوگا۔ چنانچہ یہ کنواں سارا سال بند رہتا ہے اور ایام عرس میں اوقاف کی جانب سے کھولا جاتا ہے جہاں ہزاروں افراد آ کر اس کے پانی کو پیتے اور غسل کرتے ہیں۔

آپ کے مزار اقدس کے قرب میں واقع پانچ گنبدوں والی منفرد و خوبصورت مسجد طرز تعمیر کی حامل دنیا بھر میں اپنی طرز کی واحد مسجد ہے۔ بیرونی جانب ملتانی نیلی گلیزڈ ٹائلز کا کام بہت خوبصورتی سے کیا گیا ہے جبکہ اندرونی دیواروں اور چھت پر نقاشی و کاشی کاری کا عمدہ کام کیا گیا ہے۔ قدیم فن تعمیر میں دلچسپی رکھنے والے سیاحوں کے لیے یہ مسجد اور اس کے مقابل مزار کافی اہمیت کا حامل ہے۔ ملتانی فن تعمیر کا یہ اعلیٰ نمونہ مسجد جسے 116 سال قبل 1902ء میں تعمیر کیا گیا تھی۔ مسجد جس میں 1500 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ مسجد ٹھیک اسی مقام پر بنائی گئی ہے جہاں حضرت مخدوم حقانی نماز اور عبادات میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کا عرس ہر سال بڑے کے موسم میں 15 جون سے 15 جولائی تک جاری رہتا ہے جس میں ملک بھر سے مریدین و عقیدت مند حاضری دیتے ہیں اور اس موقع پر درود و سلام کی محفل انعقاد کیا جاتا ہے جس میں علماء مشائخ کی بڑی تعداد حاضر رہتی ہے۔

(ماخوذ از کتاب: احوال و آثار مخدوم المسلمین مخدوم عبد الرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ)